مقالہ کا عنوان:-تحریک خلافت ہندستان کی مسلم صحافت کے آئینے میں

مقالہ نگار:-منورحسن (منورحسن کمال)
زیر نگرانی:-پروفیسر شیث محمد اسمٰعیل اعظمی
شعبہ اسلامک اسٹڈیز، جامعہ ملیہ اسلامیہ، نئی دہلی

میرے مقالے کا موضوع ''تحریک خلافت ہندستان کی مسلم صحافت کے آئینے میں'' ہے۔ اس لحاظ سے ''مسلم صحافت'' کا معاملہ پس منظر میں چلا جاتا ہے۔لیکن چوں کہ تحریک خلافت کو آگے بڑھانے اور پروان چڑھانے میں اس دور کی مسلم صحافت کا اہم اور سرگرم رول رہا ہے۔ اتنا اہم اور سرگرم کہ تحریک کے سلسلے کی ساری کوششیں اور جدوجہد مسلم صحافت کی ذاتی دلچسپیوں اور وابستگیوں کا نتیجہ معلوم ہوتی ہیں۔اس لیے اس دور کی مسلم صحافت کو دیکھنے اور پرکھنے کے لیے عملی طور پر تحریک کو آئینہ بنایا گیا ہے۔ظاہر ہے کہ دونوں ایک دوسرے کے لیے لازم وملزوم اور ''تو من شدی من تو شدم'' کی حیثیت رکھتی ہیں۔

یہ مقالہ ایک مقدمے، چار ابواب، ماحصل اور کتابیات پر مشتمل ہے۔مقدمے میں ''اردو صحافت اور اس کی تاریخ ''عنوان کے تحت مسلم صحافت کی مجموعی صورت حال پر گفتگو کرنے کے ساتھ ساتھ فن تحریر اور فن طباعت کے آغاز و ارتقا پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اس ذیل میں انیسویں صدی عیسوی کے آغاز سے لے کر بیسویں صدی کے نصف اول میں منصۂ شہود پر آنے والے اخبارات ورسائل کا بھی تفصیلی تعارف پیش کیا گیا ہے۔جن میں ادبی ماہناموں، انجمنوں اور اداروں کے کردار کو خصوصیت کے ساتھ اجاگر کیا گیا ہے۔ اور آزادی کے بعد منظر عام پر آنے والے رسائل و جرائد، ہفت روزوں، ماہناموں اور روزناموں کا بھی کسی قدر تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔تا کہ مسلم صحافت کا پورا کردار سامنے آسکے۔ اسی باب کے آخر میں خلافت اسلامیہ کے مرکز ترکی کے حالات پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

باب اول''تحریک خلافت مسلم صحافت کے تناظر میں''١٨٥٧ء کے بعد کی ملکی وصحافتی صورت حال پر مشتمل ہے۔اس باب میں خلافت کی تعریف وتاریخ بھی بیان کی گئی ہے اور تحریک خلافت کے آغاز وارتقا کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔

دوسرا باب''تحریک خلافت میں علمائے ہند کی صحافتی خدمات'' ہے۔اس باب میں مولانا محمد علی جوہر اور مولانا ابوالکلام آزاد پر سے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے اور مولانا عبدالباری فرنگی محلی، علامہ سید سلیمان ندوی، مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا حسرت موہانی، مولانا شوکت علی، شیخ الہند مولانا محمود حسن، مولانا حسین احمد مدنی اور مفتی کفایت اللہ کے ساتھ ساتھ حکیم اجمل خاں اور مہاتما گاندھی کی خدمات اور خلافت کے سلسلے میں ان کی کوششوں اور جدوجہد کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ضمناً تحریک خلافت کے ساتھ اس وقت کی خواتین کے جوش وولولے اور ان کے جذبۂ قربانی پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

تیسرا باب ''تحریک خلافت اور مولانا محمد علی جوہر'' ہے۔ جیسا کہ عنوان سے ظاہر ہے، مولانا محمد علی جوہر سے متعلق ہے۔ اس کے ذیلی عناوین میں وفد خلافت لندن کی تقریر کا خلاصہ، امرتسر اجلاس کے خطاب کا لب لباب، گول میز کانفرنس میں شرکت، محمد علی جوہر کی گرفتاری کے ساتھ ساتھ ان کے خلاف تاریخی مقدمہ کراچی کا تفصیلی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

چوتھے اور آخری باب کا عنوان ''تحریک خلافت میں ابوالکلام آزاد اور ظفر علی خاں کا حصہ'' ہے، اس باب کے تحت مقالہ نگار نے امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا ظفر علی خاں کی تحریکی و صحافتی خدمات پر گفتگو کرتے ہوئے دونوں کے کارناموں کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ خاص طور پر مولانا آزاد اور مسئلہ امامت و خلافت اور مولانا ظفر علی خان پر حضرو ضلع کیمبل پور میں کی گئی ان کی تقریر کے خلاف چلائے گئے مقدمہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے۔

''ماحصل'' کے تحت پورے مقالے کا خلاصہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ کم سے کم وقت میں مقالہ نگار کی تحقیقی کاوشوں کا تعارف حاصل کیا جا سکے۔ کتابیات کے تحت میں نے ان کتابوں اور جرائد و رسائل کا تذکرہ کیا ہے، جن سے مقالے کی تصنیف کے وقت استفادہ کیا گیا۔ اس ذیل میں کتاب یا رسالے کا نام، اس کے مصنف یا مدیر، سال طباعت اور مقام طباعت ہی بتانے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

میں اس وقت یہ دعویٰ تو نہیں کر سکتا ہوں کہ میرا مقالہ تحریک خلافت میں مسلم صحافت کے کردار کے تعین میں حرف آخر کی حیثیت رکھتا ہے البتہ میں یہ کہنے میں خود کو حق بجانب پاتا ہوں کہ میں نے اپنی طالب علمانہ کوشش سے ایک ایسا کام کر دیا ہے جو بہر حال اس موضوع کے دوسرے طالب علموں کے لیے بھی مدد ہو سکتا ہے۔

اپنے اس تفصیلی مطالعے کے نتیجے میں مقالہ نگار اس نتیجے پر پہنچا ہے کہ تحریک خلافت ترکی میں خلافت اسلامیہ کے عہدے کے خاتمہ کے بعد اگرچہ اپنی اہمیت کھو چکی تھی، لیکن وہ تحریک آزادی کے ساتھ مل گئی۔ اور اس کا نتیجہ ہندستان کی آزادی کی شکل میں ظاہر ہوا اور ہندوستان کی آزادی اور اس کی تاریخ کو تحریک خلافت، تحریک خلافت کے عمائدین اور اس کے اولوالعزم سپاہیوں اور اس کے لئے جان تک کی بازی لگا دینے والے رہنماؤں کی تاریخ اور حالات سے بے نیاز ہو کر نہ ہم سمجھ سکتے ہیں اور نہ ہمیں کوئی روشنی ملتی ہے۔

منور حسن

(منور حسن کمال)

24/اکتوبر 2004ء